ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر قدرت اللہ خان
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج پشاور
ڈاکٹر سید زبیر شاہ
ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج پشاور

خوشحال خان خٹک کی شاعری کا تہذیبی مطالعہ

Dr. Qudrat Ullah Khan
Assistant Professor of Urdu, Govt superior Science College Peshawar.
Dr. Syed Zubair Shah
Associate Professor of Urdu, Govt superior Science College Peshawar.
***Corresponding Author:**

Exploration of Khushal Khan Khattak's Poetry with the Perspective of Civilization

A notable figure in Pashto literature and linguistics is Khushal Khan Khattak. He established the groundwork for Pashto linguistics and literature. He gained international recognition for bringing diversity to Pashto poetry. Translations of his poetry have been published in other international languages. He was proclaimed the poet of the Afghan monarchy by Allama Muhammad Iqbal, the poet of the East. The Pashto culture, civilization, way of life, manners, kindness, courage, and warship are all vividly shown in his poetry. His poetry also touches on behaviourism, psychology, and resistance. Khushal Khan Khattak's poetry embodies the civic spirit of Pashtoon civilization. His poetry conveys a message of bravery, freedom, hospitality, and kindness. He uses multiple levels of significance to deliver his message and reveal the Pashtoon Civilization's cultural connotations. The cultural significance of the Pashtoon Civilization,

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

which is ingrained in this region and is passed down from generation to generation, is examined in this article.
Key Words: *Pashto Poetry, Pashto Civilization, Khushal Khan Khattak, Cultural Studies, Resistance Poetry.*

تہذیب کا دائرہ کار انسانی زندگی ،عقائد،رسوم و رواج ،رہن سہن ،رویوں ،سلوک ،ثقافت ،طرز معاشرت ،خصائل اور آداب واخلاق تک پھیلا ہوا ہے۔انسان جس معاشرے میں پرورش پاتا ہے وہ کسی تہذیب کا پروردہ ہوتا ہے۔سید سبط حسن اس کا احاطہ کچھ یوں کرتے ہیں:

> "کسی معاشرے کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔تہذیب معاشرے کی طرز زندگی اور طرز فکر واحساس کا جوہر ہوتی ہے۔چناں چہ آلات ،اوزار ، پیداوار کے طریقے اور سماجی رشتے ،رہن سہن ،فنون لطیفہ، علم وادب ،عقائد وفسوں ، اخلاق وعادات ،رسم وروایات ،عشق ومحبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات وغیرہ سب تہذیب کے مظاہر ہیں۔"(۱)

پشتون تہذیب وتمدن میں اگر فقط "پشتون ولی "کا ذکر کیا جائے تو اُن کی مجموعی زندگی سامنے آتی ہے۔پشتون ولی وہ آئین، منشور اور دستور ہے جو بغیر کسی تحریر کے صدیوں سے سینہ بہ سینہ اور نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے۔پشتو فقط ایک زبان ہی نہیں بلکہ منشور حیات ہے۔پشتون ولی ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جس پر ان کی معاشرتی و تہذیبی اور اقدار وروایات کی بنیاد رکھی گئی ہے۔پشتون ولی میں میلستیا(مہمان نوازی) بدل (قتل کا بدلا قتل اور نیکی کا بدلا نیکی) ہے۔اس طرح ننواتے (دشمن کے گھر میں داخل ہونا)اس دستور میں مخالف اپنی غلطی پر پشیماں ہو کر اپنے دشمن کے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس کو لازماً معاف کرتا ہے خواہ وہ قاتل ہی کیوں نہ ہو۔لڑائی کے دوران دشمن کے گھر کی عورت کی درخواست پر لڑائی بند کرنا،دوران لڑائی بچوں،عورتوں،معذوروں کو قتل نہ کرنا، اپنے حجرے ،سپرد کردہ زمین اور جرگہ کی آخری دم تک حفاظت ،ہتھیار ڈالنے والے کو بخش دینا شامل ہے۔تور ہ،میڑانہ (بہادری)ثبت (وفاداری) خیگڑہ(احسان کرنا،نیک کام کرنا)پت ، (غیرت)ننگ وناموس(عزت کی حفاظت کرنا)اس کے بنیادی ضوابط ہیں اور پشتون اس کی پاسداری کرتے ہیں۔پشتون تہذیب وتمدن میں یہی اوصاف مختلف صورتوں میں ملتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

شاعر جس معاشرے میں آنکھ کھولتا ہے وہاں کی تہذیب و تمدن کی خارجی و داخلی روح کا اظہار اُن کے ہاں ضرور ملتا ہے بلکہ نابغہ روز گار شاعر اپنی ژرف نگاہی اور گہرے مشاہدے کے سبب اپنے افکار کے ذریعے اُس تہذیبی ڈھانچے پر اثر انداز بھی ہوتا ہے۔

خوشحال خان خٹک پشتون تاریخ میں نابغہء روزگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے وہ مختلف علوم و فنون اور زبانوں عربی، فارسی اور ہندی پر دسترس رکھتے تھے۔ اُن کے پر دادا ملک اکوڑ خان ۱۵۸۱ میں مغل حکمران اکبر سے شاہی راستے کی حفاظت کا منصب پا چکے تھے اور پھر اُن کے دادا یحییٰ خان کے بعد خوشحال کے والد شہباز خان بھی مغلوں کے وفادار تھے۔ مغل تاجدار شاہ جہان نے شاہی فرمان کے ذریعے سپہ سالاری کا منصب شہباز خان کے بعد خوشحال خان خٹک کو دیا۔ اُن کی زندگی کو مختلف جہتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن میں مغلوں کے لیے جنگیں، مغلوں کے خلاف جنگیں، علم و فن اور مشغلہ شکار شامل ہے۔ وہ بیک وقت سپہ سالار، سردار، حکیم، عالم اور پُر گو شاعر تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ خوشحال خان خٹک ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں۔ انھیں صاحب سیف و قلم کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اُن کے سیف و قلم کے پشتونوں پر ان گنت احسانات ہیں۔ سر اولف کیرو خوشحال خان خٹک کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"خوشحال خان خٹک پشتونوں میں بڑے باکمال پشتون ہیں۔ یہ اپنے دور کے بہت بڑے بہادر، صاحب تلوار اور صاحب قلم تھے اور حقیقت یہ ہے کہ خوشحال خان بابائے پشتو زبان ہیں"۔ [۲]

خوشحال خان خٹک کی شاعری میں پشتونوں کی تہذیبی زندگی، تہذیبی تشخص، ثقافت، عادات و اطوار، سپاہیانہ زندگی، مہمان نوازی، دلیری، خامیاں اور نفسیات کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

"خوشحال خان کی شاعری میں عرب کی ابتدائی شاعری کی روح کارفرما نظر آتی ہے۔ جب ہم اس کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بیان کی سادگی اور حق گوئی واضح شکل میں دیکھتے ہیں۔ اس میں عرب شاعری ہی کی طرح آزادی اور جنگ سے محبت کا اظہار ملتا ہے اور زندگی کے بارے میں نقطہ نظر اور تنقید کا رنگ ڈھنگ بھی ویسا ہی نظر آتا ہے۔" [۳]

پشتون طویل عرصے تک منتشر اور جنگوں میں رہے، کبھی آپس میں برسرِ پیکار تو کبھی دوسروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتے رہے۔ خوشحال خان خٹک کو چار سو سال قبل انہی حالات کا سامنا تھا۔ انھیں معلوم تھا کہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

پشتونوں کو یہ موقع نہیں ملا ہے کہ وہ متفقہ طور پر منظم، مہذب اور خوشحال معاشرہ تشکیل دے کر ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ خوشحال خٹک نے اس خواہش کا اظہار یوں کیا ہے:

کہ توفیق د اتفاق پ°تانۀ مومي،
زو°خوشحال بہ دوبارہ شي پہ دا°وان، (۴)

ترجمہ: اگر پشتون اتفاق سے رہنے لگے تو بوڑھا خوشحال دوبارہ جوان
ہو جائے گا۔

خوشحال خان خٹک سپہ سالار ہونے کے ساتھ کم عمری میں قبیلہ خٹک کے ایک بااثر سردار بنے۔ اُن کے فکری نظام کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اُن کے افکار و نظریات کی بنیاد جمہوری، پارلیمانی روایات ،خوشحال اور پائیدار تمدن، جرگہ سسٹم، غیرت وخوداری، حریت اور تہذیبی اقدار پر رکھی گئی ہے۔ وہ پشتونوں کے مزاج اور روایات کے مطابق ایک ایسا جمہوری معاشرہ تشکیل دینا چاہتے تھے جہاں عدل و انصاف، جرگہ اور باہمی صلاح ومشورے کے تابع سردار کی قیادت میں خوددار معاشرے کی بدولت امن وخوشحالی اور استحکام ہو۔ وہ علم دوست اور حقیقت پسند انسان تھے جو خیالی اور تصوراتی دنیا میں نہیں رہتے تھے بلکہ پشتونوں کے کردار، علتوں اور کمزوریوں کے ماہر نباض تھے اور اس کا علاج بھی تجویز کر چکے تھے اس لیے علامہ اقبال نے انھیں افغان شناس اور حکیم افغانیان کہا ہے:

خوش سرود آن شاعر افغان شناس
آنکہ بیند باز گوید بے ہراس
آن حکیم ملت افغانیان
آن طبیب علت افغانیان
راز قومی دید و بے باکانہ گفت
حرف حق باشوخئ رندانہ گفت (۵)

خوشحال خان خٹک نے مغلوں کے لیے پشتونوں کے دوسرے قبائل سے جنگیں لڑیں وہ ہر طرح سے سلطنت کا وفادار رہا مگر سازش کے تحت کابل کے صوبہ دار سید امیر خوافی نے پشاور بلا کر دھوکے سے اُن کو گرفتار کر کے دو مہینے پشاور میں رکھا اور پھر وہ رتنبور میں قید وبند کی صعوبتوں سے گزرے اور مغل حکومت میں اپنا موروثی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

منصب کھو دیا،اس کے باوجود خوشحال خان خٹک خوش تھے کہ اب وہ منصب کی ذمہ داریوں سے بے فکر ہو کر زندگی بسر کر سکیں گے۔پشتون میدان جنگ میں مغلوں کو کئی بار بری طرح شکست دے کر خود کو مغلوں سے بہتر شمشیر زن ثابت کر چکے تھے۔خوشحال خٹک ایک قصیدے میں کہتے ہیں کہ پشتونوں کے لیے یہی کافی نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ عقل وفہم اور تدبر کی بھی ضرورت تھی اور آپس میں اتفاق واتحاد لازمی عنصر تھا،مگر افسوس کہ پشتونوں میں مستقل طور پر یکجہتی اور اتفاق کو فروغ اور استحکام نہ مل سکا انھوں نے آپس میں نفاق کی وجہ سے بہت نقصان اُٹھایا۔

چ°مغل وته،°وت°ه توره،
درست پ°تون،°وعالم وته °کاره کا°و،
اتفاق په پ°تنو کا°° پ°دا ن ۀ شو،،
°°ه ما به د مغل °ر°وان پاره کا°و،،(٦)

ترجمہ:میں جب مغلوں سے برسرپیکار ہوا تو دنیا پر سارے پشتونوں کی شان آشکار کر دی مگر افسوس کہ پشتونوں میں مستقلاً اتفاق پیدا نہیں ہوا ورنہ میں مغلوں کا گریبان پارہ پارہ کر دیتا۔

وہ خوددار اور غیور سردار تھے اُن کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔وہ حاکم وقت،قبیلے اور یہاں تک کہ اپنے بیٹوں کے آگے بھی نہیں جھکے۔اگرچہ انھوں نے آخری عمر بڑی تنگدستی میں گزاری مگر اپنی خود داری اور عزت نفس پر آنچ نہیں آنے دی۔

مر°زما په پوهه °ۀ تر داژوندون دے،
د عزت سره چ°ن ۀ وي زیست روز°مار،(۷)

ترجمہ:میری دانست میں ایسی زندگی سے موت بہتر ہے جس میں انسان کی عزت برقرار نہ رہے۔

خوشحال ایک آزاد دیہاتی ماحول میں پلے بڑھے تھے۔وہ حریت پسند اور آزادی کے علمبردار شاعر تھے۔پانچ سال اپنے وطن سے دور دہلی میں قید رہنے کے بعد اُن کو آزادی کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو گیا اور مغلیہ سلطنت کے خلاف برسرپیکار ہو کر وہ آخری دم تک پُرامید رہے کہ وہ مغلوں کو پشتونوں کے علاقے سے نکال دیں گے:

آزادي تر بادشاه °لا°ر ے کا،
چ°د بل تر حکم لاند°شي زندان شي،(۸)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ترجمہ: آزادی بادشاہی سے افضل ہے جو دوسروں کا محکوم بن جاتا ہے تو گویا قیدی کی زندگی گزارتا ہے۔

خوشحال خان خٹک ایک رہنما کے طور پشتون قوم کے لیے ایک جمہوری مملکتی خاکہ پیش کیا۔اس میں شک نہیں کہ انقلاب فرانس کے بانی روسو نے انقلاب کا خواب بہت بعد میں دیکھا تھا جبکہ خوشحال خان خٹک سولہویں صدی میں اپنی فکر اور شاعری کے ذریعے پشتونوں کا انقلابی ذہن بنانے کے لیے کوشاں تھے۔وہ جبر اور استحصال کے خلاف نبرد آزما تھے اور دوسروں کی زیادتیاں برداشت کرنے اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے گھاس کھانا بہتر خیال کرتے تھے۔وہ کسی قوم کے لیے اجتماعی ننگ و غیرت کو اہم سمجھتے تھے۔"ننگ" پشتون ولی کا اہم جز ہے۔

دایوہ و°نا دز°ۀ پہ غو°وپہ واورئَ،

چ°بھترہ دااور ز°ترسلطنت دہ،

سر د°درومي مال د°درومي پت د°ن ۀ°ي،

دس°ي دچار°کل خوبي پہ پت دہ، (۹)

ترجمہ:میری ایک بات غور سے سنو جو کہ اورنگ زیب عالمگیر کی سلطنت سے بہتر ہے کہ جان چلی جائے مگر غیرت وعزت نہ جائے کیونکہ یہی تو انسان کی بنیادی خوبی ہے۔

خوشحال خان خٹک آج سے کم و بیش چار سو سال پہلے یہ حقیقت پا چکے تھے کہ پشتون بے انصافی اور لوٹ مار قبول نہیں کرتے اور اگر اُن پر ایسا نظام مسلط کیا جائے جہاں بنیادی ضرورتیں ،لباس ،خوراک اور رہائش کے مسائل ہوں تو وہ انتشار کا شکار ہو جائیں گے اور ایسے معاشرے میں مرد مومن ،بہادر اور دانشور پیدا نہیں ہوتے ۔انھوں نے پشتونوں کے کردار ،حالات ،اخلاقی معیار ،معاشرتی ،معاشی اور سیاسی صورت حال کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا اور جن تلخ تجربات کا سامنا رہا اس سے اثر لے کر انھوں نے معاشرتی بیماریوں ،کوتاہیوں اور کمزوریوں کا علاج کرنے کی غرض سے ایک غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک فرد "ننگیال "کا تصور پیش کیا۔ننگیال انگریزی میں بہ معنی ہیرو ہے ،نطشے کے ہاں سپر مین ہے اور اقبال کے ہاں یہ تصور "مرد مومن" میں ڈھل گیا ہے۔ خوشحال خٹک "ننگیال" کے ذریعے معاشرے میں امن و استحکام لانا چاہتے ہیں اور معاشرے کے تہذیبی ڈھانچے کو متحرک رکھنا چاہتے ہیں۔وہ ایک زندہ معاشرے کے لیے "ننگیال "کا وجود لازمی تصور کرتے ہیں۔"ننگیال" کی بنیادی خوبی اپنے فعل ،فکر ،ذہن اور نفس کو قابو میں رکھنا ہے اور بوقت ضرورت ہوش کے ساتھ جوش وجذبے کا استعمال کرنا ہے۔"

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

ننگیال" روایتی و ثقافتی اور تہذیبی خوبیوں سے لیس پشتون، مومن مسلمان، اسلام اور انسانیت، سیرت و کردار سے مزین ہے۔ جس کے ذریعے وہ پشتونوں میں اچھے اخلاق وصفات، باصلاحیت اور پاکیزہ کردار تشکیل و تعمیر کرنے کا جو درس دیتے ہیں یہ محض تصوراتی اور خیالی نہیں بلکہ اس میں خود خوشحال خان خٹک کا پرتو نظر آتا ہے:۔

دافغان پہ ننگ°وتړ°لہ تورہ،
ننګ°یالے دزما:°خوشحال خ°ٹک یم، (۱۰)

ترجمہ: میں نے افغانوں کے لیے تلوار اُٹھائی میں زمانے کا ننگیال اور غیرت مند خوشحال خٹک ہوں۔

سخاوت او شجاعت سرہ ز°بادي،
بھادر بہ خالي ن ۀوي لہ سخا، (۱۱)

ترجمہ: سخاوت اور شجاعت کا امتزاج ضروری ہے اور ایک بہادر ان صفات سے محروم نہیں ہو گا۔

پشتون تہذیب میں جرگہ دراصل باہمی مشاورت اور انتشار و افرتفری اور تنازعات ختم کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ خوشحال خان خٹک بنیادی طور پر صلح جو اور امن پسند سردار تھے۔ وہ پشتون ولی کے اہم جز جرگے کے قائل تھے۔ اُن کی پرورش بھی ایسے ہی ماحول میں ہوئی تھی جہاں جرگے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ وہ خود کہتے ہیں کہ انتظام وانصرام اور مسائل ختم کرنے کا اہم ذریعہ جرگہ ہے

بندوبست د کائنات دے پہ خبرو
یو ترسلہ صدقہ شہ سل ترزرو (۱۲)

ترجمہ: مسائل کا حل بات چیت میں ہے۔ اگر اختلاف رائے سب کی سنیں لیکن ایک کے مقابلے میں سو کو سو کے مقابلے میں ہزار لوگوں کی صلاح کو ترجیح دیں۔

خوشحال خان خٹک کی شاعری کی جڑیں اس خاک میں پیوست ہیں جس سے اس کا خمیر اُٹھا ہے۔ وہ نہ صرف دلی واردات کو شاعری کی زبان دیتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ اپنی قوم، نسل، رویوں، عادات، جذبات اور ذوق کی ترجمانی بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر خدیجہ فیروزالدین لکھتی ہیں:

"اس کی طبیعت میں کوہستانی رومان بھی ہے اور میدانی تخئیل بھی ہے۔ افغان حب الوطنی بھی ہے، شدید جذبات اور مذہب کا تیز شعور بھی اس کے ہاں اعلیٰ روحانی اور مہر انگیز

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

جذبات پائے جاتے ہیں اس کی شاعری میں آزادی کے سچے جذبے اور فطرت سے محبت کا مظاہرہ کیا گیا ہے"۔ (۱۳)

خوشحال خان خٹک نے بہت سخت لب ولہجے میں پشتونوں کے مجموعی کردار اور رویے پر تنقید کی ہے تاکہ اُن کی اصلاح ہو جائے۔ یہ باریک نکات اُٹھانے کے لیے تجربہ، مشاہدہ اور انسانی نفسیات کو سمجھنے کی صلاحیت درکار ہے۔ ایک سردار اور دانشور کی حیثیت سے سخت سرزنش کی ہے:

نن بہ درست د هندوستان دولت د دوي و°،
پ°تان ۀ ُکہ کم همت ن ۀو°جهال، (۱۴)

ترجمہ: آج پورا ہندوستان ان کا ہوتا اگر پشتون جاہل اور پست ہمت نہ ہوتے۔

پ°تان ۀوا° ه بدخوي دي،
کور په کور کاندي غورزي،
یوچ°سر کاندي په پورته،
بل ي°ووهي مغزي، (۱۵)

ترجمہ: پشتون سارے بدخو ہیں اور گھر گھر فساد مچار کھا ہے۔ ان میں جب ایک سر اُٹھاتا ہے تو دوسرا اس کا سر پھوڑ ڈالتا ہے۔

خوشحال خان خٹک لگی لپٹی نہیں رکھتے تھے انھوں نے اپنے بیٹوں کی آپس میں نااتفاقی پر بھی سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تلوار کی زور پر ان کے لیے منصب حاصل کیا تھا مگر انھوں نے میری تلوار کا نقش مٹادیا۔ انھوں نے اپنے قبیلے کی خلاف شرع رسوم وبدعات، علمی پستی اور ان کے نیم خواندہ ملاؤں کے اعمال پر بھی طنز اور اعتراض کیا ہے۔

په مسجد را°ه پیز°ۀوخته اذان کا،
چ°زکات سرسایه ن ۀوي مسجد وران کا،
ن ۀ ي°کا°ل زده ن ۀلوستل زده تل °°ل کا،،
تعویذونه ورکوي په دروغ کا°ل کا، (۱۶)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

ترجمہ: مسجد میں آکر پانچ وقت اذان دیتے ہیں لیکن اگر زکوٰۃ اور فطرانہ نہیں ملتا تو مسجد کو ویران کر دیتے ہیں۔ یہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے بس ٹھگنا جانتے ہیں اور تعویز کے نام پر جھوٹی کتابت کرتے رہتے ہیں ۔

خوشحال خان خٹک کی شاعری پشتون تہذیب کا عکس ہے ۔اُن کی شاعری سے پتہ چلتا ہے کہ پشتون میراث میں خواتین کو حصہ نہیں دیتے۔ ابھی گھر میں بھائی کا جنازہ پڑا ہوتا ہے کہ وہ بھاوج سے شادی کے خواہش مند ہوتے ہیں اور قتل کے بدلے قصاص نہ ملے تو اس کے بدلے میں اُس خاندان کا کوئی بھی فرد کو قتل کر کے حساب برابر کر دیتے ہیں۔ خوشحال کے ہاں یہ رویے قابل مذمت ہیں اور وہ درشت لہجے میں صدائے احتجاج بلند کر کے اس کی نشاندہی کراتے ہیں:

دبابا دمال یوا°° میراث خوردے،
ن ۀ پہ تروردے ن ۀ پہ موردے ن ۀ پہ خوردے،
چ° دورور ی° جنازہ پہ کور کا°° °وزي،
کہ رضا کہ ب° رضا پہ وراندار پر °و°ي،
لہ قاتلہ °ان غلط کا پہ قصاص کا°°،
دمقتول پہ °اے بل ووژني پہ خاص کا°°، [۱۷]

ترجمہ: پشتون والد کے میراث کا اکیلا وارث بنتا ہے والدہ، پھوپھی اور بہن کو حصہ نہیں دیتا۔ ابھی بھائی کا جنازہ پڑا ہوتا ہے کہ اس کی نگاہ بھاوج کے ساتھ نکاح جمی ہوتی ہے۔ اگر قاتل نہیں ملتا تو اس کے خاندان کے کسی بھی فرد کو قتل کر دیتا ہے۔

خوشحال خان خٹک کی شاعری میں شاہین عمل اور جدوجہد کی بے پناہ قوت رکھتا ہے۔ شاہین کا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ اُس میں حلال خوری، خودداری، خوداعتمادی، عالی ہمتی، بلند پروازی، شجاعت اور سخاوت جیسی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ دراصل پشتونوں کو ان خوبیوں سے روشناس کرانا چاہتے ہیں

لکہ باز پہ لوے لوے °کار زما نظر دے،
ن ۀ چ°° ر°ي °و ز°ت نیسي باد خورک یم، [۱۸]

ترجمہ: شاہین کی طرح میری نظر بھی بڑے شکار پر ہوتی ہے۔ میں کیڑے مکوڑے کھانے والا پرندہ نہیں ہوں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

خوشحال کے نزدیک طاقتور کو گرانا اصل شجاعت اور ہمت و طاقت کی دلیل ہے۔ کمزوروں سے لڑنا بہادروں کا کام نہیں ہے

چ°زور لري دا°مچو،

زور د°ن ۀ کا پہ ناتوانو، (۱۹)

ترجمہ: اگر کوئی بازو میں طاقت رکھتا ہے تو اُسے ناتوانوں پر نہیں آزمانا چاہیے ۔

خوشحال خان خٹک پشتونوں میں غیرت، شجاعت اور عزت و آبرو کی حفاظت کے اوصاف دیکھنے کے خواہاں ہیں اس لیے کہتے ہیں:

جهان شرم نام ونز° دے،

کہ دان ۀ وي جهان °ز° دے، (۲۰)

ترجمہ: شرم وحیا اور غیرت ہی جہان ہے اور اگر یہ نہ رہے تو جہان ویران ہے۔

خوشحال خان خٹک افغانوں کو سیف و قلم دونوں سے سرفراز کرنا چاہتے تھے۔ وہ علم کے بغیر تہذیبی زندگی کو بے کار سمجھتے ہیں اور علم میں بھی معیار کے قائل ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک وہی علم کارآمد ہے جو عمل میں آئے۔

چ°پہ علم عمل جو° دے رباني دے،

ب°عمله علم وا°ه شه°طاني دے،، (۲۱)

ترجمہ: جس علم کی بنیاد عمل پر رکھی گئی ہو وہ کارآمد ہے بغیر عمل کے علم شیطانی ہوتا ہے۔ نیم ملا دین اور ایمان کا دشمن ہے اور نیم حکیم دوسروں اور اپنے لیے خطرہ جان ہے۔

ایک خوشحال معاشرے کی تشکیل کے لیے وہ آدمیت کا معیار یہ مقرر کرتے ہیں کہ اس کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوگا، جھوٹ نہیں بولے گا، مغرور نہیں ہوگا اور دوسروں کو کمتر خیال نہیں کرے گا بلکہ حالات جو بھی جیسے بھی ہوں وہ ہمیشہ سچائی کا پیروکار ہوگا۔

°ۀ سر°ے هغه دے چ°°مان کم °°ي تر بله،

مکر دروغ ن ۀ کا پہ ر°تیا کا°°وي هر کله،، (۲۲)

ترجمہ: انسان وہ ہے جو دوسروں کی عزت کرتا ہے اور دوسروں سے خود کو کمتر سمجھتا ہے وہ کبھی مکر نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ سچائی کی راہ پر چلتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

لالچ وہوس اور دوسروں پر دار مدار تہذیبی ڈھانچے کے لیے زہر قاتل ہے وہ پشتونوں میں درویشی، قناعت اور خوداری کا درس دیتے ہیں اور دوسروں سے قطع طمع کرکے خود پر بھروسہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں:

کہ د° طمع لہ مخلوق لہ درہ پر°ک°ہ،
بادشاهي د°مبارک شه کہ °داي°، (۲۳)

ترجمہ: اگر مخلوق سے قطع طمع کیا تو تمھیں فقیری میں بادشاہی مبارک ہو۔

خوشحال خان خٹک قوم میں سخاوت کا وصف پیدا کرنے کے قائل ہیں۔ اُن کی سخاوت کے قصے بھی کافی مشہور ہیں۔ وہ ایک خوشحال اور صحت مند معاشرے کے لیے یہ ضروری سمجھتے ہیں:

کہ °نجونہ د قارون درتہ انبار شي،
پہ ھر لوري°غور°وہ پہ سخاوت، (۲۴)

ترجمہ: اگر قارون کے خزانوں کے انبار ہاتھ لگ جائے تو سخاوت سے اسے بانٹتے رہنا۔

وفاداری ایسا وصف ہے جو وہ ایک خوشحال معاشرے کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں۔ وہ قدیم ہندو مذہب میں رسم ستی کو وفا کا معیار مانتے ہیں:

چ°پہ یار پسہ °روغ °مان سہ °زي پہ اور کا°°،
زۀ پہ دا رسم مئین یم د ھندوانو، (۲۵)

ترجمہ: جو اپنے محبوب کے پیچھے خود کو زندہ جلاتے ہیں۔ میں ہندوؤں کے اس رسم کا عاشق ہوں۔

خوشحال خان خٹک نے جس دور اور معاشرے میں پرورش پائی وہ پشتون روایات کے ساتھ ایک خالص اسلامی معاشرہ تھا۔ وہ دینی مدرسوں، مسجد اور حجرے کی اہمیت سے باخبر تھے۔ وہ اسلامی تعلیمات کے بڑے عالم تھے اُن کا عقیدہ غیر متزلزل تھا۔

پہ قیامت پہ بل ژوندون چ°شک °مان کا،
شک پر°مہ راو°ہ خوشحالہ چ°مردود دے، (۲۶)

ترجمہ: جو روز قیامت اور بعد از مرگ زندگی پر شک کرتا ہے تو اے خوشحال اس شخص کے مردود ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29
ماخذ تحقیقی مجلہ

مہمان نوازی پشتون ثقافت کا ایک نمایاں وصف ہے۔ بلا تفریق رنگ و نسل، قوم اور مذہب مہمان کی بغیر کسی لالچ اور معاوضے کی خاطر مدارت کرنا۔ مہمان کو اپنے گھر میں نقصان نہ پہنچانا اور نہ ہی نقصان پہنچنے دینا بلکہ مہمان کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ اس حوالے سے پشتون پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ خوشحال خان خٹک کہتے ہیں:

ۀلمستيا°دز°ۀويز°ورته کا°°°و،

چ°ۀلمه°شو ديار خيال په ستر°و، (۲۷)

ترجمہ: جب یار کا خیال میرا مہمان بنا تو میں نے خاطر داری میں اپنا دل اُس کے سامنے رکھ دیا۔

دریائے کابل یہاں کی تہذیبی زندگی میں اہمیت کا حامل ہے۔ یہ نہ صرف زمین کی زرخیزی کا باعث ہے بلکہ یہ یہاں کے بسنے والوں کے لیے ایک مضبوط رومانی حوالہ بھی رکھتا ہے۔ خوشحال خان خٹک دریائے کابل سے محبت کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

ترنبا تونہ خو°°دي،

دفرات تراوبو°°دي،

کہ ي°خضر پيالہ و°°ي،

دحيات اوبۀ بہ نۀ°°ي، (۲۸)

ترجمہ: دریائے کابل کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور فرات کے پانی سے اچھا ہے اگر خضر اس کا پانی پیے تو آب حیات نہیں پیے گا۔

خوشحال خان خٹک لوگوں میں ہمدردی، حسن سلوک اور نیک خواہی کی بیج بونا چاہتے ہیں۔ کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے۔ اُن کے خیال میں ایک خوشحال معاشرے کے لیے یہ خوبی ضروری ہے۔

چ° دخلقو ۀنک خواهي لري په ز°ۀ کا°°،

مبارک شه بادشاهي لري په ز°ۀ کا°°، (۲۹)

ترجمہ: جس کے دل میں مخلوق کی نیک خواہی ہے اسے مبارک ہو کہ اس کے دل میں بادشاہی ہے۔

خوشحال خان خٹک ظلم و استحصال سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ انصاف کے لیے لڑے ہیں اور انصاف کا بول بالا چاہتے ہیں۔ اُن کی نظر میں بہترین انصاف اور انصاف پسند رعایا کی وجہ سے زندگی جنت بنتی ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29

ماخذ تحقیقی مجلہ

عادلان مے د جنت د گلزار گل دی

ستمگر مے د دوزخ د اور لرگے دے (۳۰)

ترجمہ: عدل کرنے والے جنت کے پھول ہیں اور ظالم جہنم کا ایندھن ہیں ۔

خوشحال خان خٹک کا دور پُر آشوب تھا۔ اُن کی شاعری میں تہذیبی، تاریخی اور جنگی حوالے ملتے ہیں ۔ ایک قصیدے میں انھوں نے دہلی کی مختصر تاریخ بیان کی ہے ۔ اپنی گرفتاری، قید و بند کی صعوبتیں، خاندان پر مصائب، شاہ جہان کی تخت نشینی، بیماری اور اورنگزیب عالمگیر کی تخت نشینی کے لیے خون ریزی کو بیان کیا ہے۔ اُن کی شاعری میں اُس دور میں قحط، وباؤں اور قبائلی کشمکش ملتی ہے۔ نور شاہ جہان انور لکھتے ہیں:

"موضوع کے لحاظ سے نہ صرف عشق و حسن، تصوف، فلسفہ، اخلاقیات، معاشرتی و معاشی زندگی کا ذکر شاعرانہ انداز میں کیا ہے بلکہ انسانی فطرت، پشتونوں کا مزاج و کردار وقیع مطالعے اور مشاہدے کی روشنی میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔"(۳۱)

خوشحال خان خٹک نے شعوری کوشش کی کہ پشتون اپنی تاریخ، تہذیب اور ثقافت سے نہ صرف باخبر رہیں بلکہ اچھی روایات کی پاسداری کریں اور بُرے اقدار کو ترک کر دیں۔

"ننواتے "پشتون تہذیب کا وہ جز ہے جس میں ایک فریق اپنی غلطی تسلیم کر کے اپنے دشمن کے گھر لوگوں کے ہمراہ جاتا ہے اور وہاں اپنی غلطی پر شرمسار ہو کر اپنی معافی کا طلب گار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے سالہا سال دشمنیاں اور تنازعے ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح "تیگہ"" بھی ایک رسم ہے جس میں دو قبیلوں یا خاندانوں کے درمیان ثالثان وقتی یا تین مہینوں کے لیے سیز فائر کرتے ہیں۔ خٹک ڈانس پشتون تہذیب کا لازمی جز ہے۔ خٹک ڈانس کی اپنی ایک تاریخ اور اہمیت ہے۔ یہ ایک عسکری سرگرمی ہے۔ تلواروں کے ساتھ ڈھول کی تھاپ پر کئی طریقوں سے کیا جاتا ہے اس میں بلا کی ترتیب اور تنظیم ہوتی ہے اس لیے یہ پوری دنیا میں مشہور ہے۔ خوشحال خان خٹک پشتونوں کے حجرے میں موسیقی کی اس رسم کو قابل تعریف سمجھتے ہیں اس لیے کہتے ہیں:

دخوشحال دخوشحا°وخت ھم دادے،

چ°رباب سر°ندہ جو°سرہ ۃ°°°ي، (۳۲)

ترجمہ: خوشحال خان خٹک کی خوشی دیدنی ہوتی ہے جب رباب اور شہنائی ایک ساتھ بجتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29
ماخذ تحقیقی مجلہ

خوشحال خان خٹک کی شاعری کا تہذیبی مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تہذیبی نرگسیت اور نام نہاد پشتون ازم کا شکار نہیں تھے بلکہ انھوں نے اصلیت پر نظر رکھی اور تہذیبی عناصر کی عکاسی کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کرائی۔ محسن احسان خوشحال خٹک کے بارے میں کہتے ہیں:

تُو جام غزل میں قطرہ قطرہ
صہبائے حیات گھولتا ہے
اشعار میں تیرے نکتہ نکتہ
پشتون ضمیر بولتا ہے (۳۳)

حوالہ جات

۱۔سبط حسن سید، پاکستان میں تہذیب کا ارتقا، کتب پرنٹرو پبلشرز کراچی، ۱۹۷۵ء، ص ۵۳

۲۔ کُرم، میگزین، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بنوں، ۱۹۸۱ء، ص ۲۵

۳۔ میر عبدالصمد خان، خوشحال واقبال، عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور، بار دوم، اپریل ۱۹۸۲ء، ص ۳۸

۴۔ خوشحال خان خٹک ،کلیاتِ خوشحال خان خٹک ،مرتب:دوست محمد کامل ،ادارہ اشاعت سرحد پشاور ،۱۹۶۰ء،ص،۲۱۵

۵۔ بنارس خان خٹک، ڈاکٹر، د نور شاہجہان انور نثری آثار، اعراف پرنٹرز ندیم سنٹر محلہ جنگی پشاور، ۲۰۲۲ء، ص ۱۵۷

۶۔ ایضاً، ص،۸۷۶

۷۔ ایضاً، ص،۵۲۸

۸۔ ایضاً، ص،۶۱۳

۹۔ خوشحال خان خٹک، ارمغان خوشحال، مرتب: سیدرسول رسا، ماسٹر پریس محلہ جنگی پشاور ۲۰۰۱ء، ص ۱۳۷

۱۰۔ بنارس خان خٹک، ڈاکٹر، د نور شاہجہان انور نثری آثار،، ص،۵۶۶

۱۱۔ ایضاً، ص،۸۳۳

۱۲۔ ایضاً، ص،۲۳۸

۱۳۔ محمد اقبال نسیم خٹک، ڈاکٹر خوشحال خان خٹک (حیات وفن) اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد، اشاعت ۲۰۰۴ ص ۵۸۴

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-29
ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۴۔ خوشحال خان خٹک ،کلیاتِ خوشحال خان خٹک ،مرتب:دوست محمد کامل ،ادارہ اشاعت سرحد پشاور ،۱۹۶۰،ص۵۴۵

۱۵۔ایضاً،ص

۱۶۔ خوشحال خان خٹک،ارمغان خوشحال،مرتب:سید رسول رسا،ص۱۰۲۶

۱۷۔ ایضاً،ص۱۰۲۴

۱۸۔خوشحال خان خٹک،کلیاتِ خوشحال خان خٹک،مرتب:دوست محمد کامل،ادارہ اشاعت سرحد پشاور،۱۹۶۰،ص ۵۶۴

۱۹۔دوست محمد کامل،خوشحال خان خٹک(سوانح اور ادبی آثار)حاجی حنیف پرنٹرز لاہور۲۰۰۶،ص۳۱

۲۰۔ص،۳۵۱

۲۱۔خوشحال خان خٹک،ارمغان خوشحال،مرتب:سید رسول رسا،ص۱۰۳۴

۲۲۔خوشحال خان خٹک،ارمغان خوشحال،مرتب:سید رسول رسا،یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور،۲۰۰۹،ص۹۵۵

۲۳۔ایضاً،ص،۴۴۰

۲۴۔ ایضاًص،۵۱۲

۲۵۔ایضاًص،۲۵۰

۲۶۔ ایضاًص،۴۰۳

۲۷۔ایضاًص،۲۴۹

۲۸۔ایضاًص،۵۵۱

۲۹۔ایضاًص،۳۷۹

۳۰۔دوست محمد کامل،خوشحال خان خٹک(سوانح اور ادبی آثار)ص۳۶۸

۳۱۔بنارس خان خٹک،ڈاکٹر،د نور شاہجہان انور نثری آثار،ص۱۰۲

۳۲۔ ایضاًص۴۸۰

۳۳۔محسن احسان،ناشنیدہ،الحمد پبلی کیشنز لیک روڈ لاہور،۱۹۹۳،ص۱۶۳